Online Edition

ہفتہ 26 جون 2021ء | 15 ذوالقعدہ 1442 ہجری قمری | جلد: 3 | شمارہ: 151

ارشادِ باری تعالیٰ

نَحۡنُ اَقۡرَبُ اِلَیۡہِ مِنۡ حَبۡلِ الۡوَرِیۡدِ ﴿۱۷﴾

(ق: 17)

ترجمہ: ہم اس کی شاہ رگ سے بھی زیادہ اُس سے نزدیک ہیں۔

فرمانِ خلیفہ وقت

اسلام کی حقیقت کیا ہے اور ایک مسلمان کو کیسا ہونا چاہئے اور ایک مسلمان کو خدا تعالیٰ کا قرب کس معیار تک پہنچاتا ہے، آپ فرماتے ہیں کہ ’’اسلام کی حقیقت یہ ہے کہ اپنی گردن خدا کے آگے قربانی کے بکرے کی طرح رکھ دینا۔ اور اپنے تمام ارادوں سے کھوئے جانا اور خدا کے ارادہ اور رضاء میں محو ہو جانا۔ اور خدا میں گم ہو کر ایک موت اپنے پر وارد کر لینا اور اس کی محبت ذاتی سے پورا رنگ حاصل کر کے محض محبت کے جوش سے اس کی اطاعت کرنا نہ کسی اور بناء پر۔ اور ایسی آنکھیں حاصل کرنا جو محض اس کے ساتھ دیکھتی ہوں۔ اور ایسے کان حاصل کرنا جو محض اس کے ساتھ سنتے ہوں۔ اور ایسا دل پیدا کرنا جو سراسر اس کی طرف جھکا ہوا ہو۔ اور ایسی زبان حاصل کرنا جو اس کے بلائے بولتی ہو۔ یہ وہ مقام ہے جس پر تمام سلوک ختم ہو جاتے ہیں اور انسانی قویٰ اپنے ذمہ کا تمام کام کر چکتے ہیں۔ ...‘‘ (سلوک کا مطلب یہ ہے کہ انسان خدا تعالیٰ کو پانے کے لئے کوشش کر کے ہر قسم کی مشکلات میں سے بھی گزرے اور خدا تعالیٰ کو حاصل کرنے کی کوشش کرے۔)

پھر فرمایا: ’’...اور پورے طور پر انسان کی نفسانیت پر موت وارد ہو جاتی ہے تب خدا تعالیٰ کی رحمت اپنے زندہ کلام اور چمکتے ہوئے نوروں کے ساتھ دوبارہ اُس کو زندگی بخشتی ہے اور وہ خدا کے لذیذ کلام سے مشرف ہوتا ہے اور وہ دقیق در دقیق نور جس کو عقلیں دریافت نہیں کر سکتیں اور آنکھیں اس کی کُنہ تک نہیں پہنچتیں وہ خود انسان کے دل سے نزدیک ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ خدا فرماتا ہے۔ نَحۡنُ اَقۡرَبُ اِلَیۡہِ مِنۡ حَبۡلِ الۡوَرِیۡدِ (ق: 17)۔ یعنی ہم اس کی شاہ رگ سے بھی زیادہ اُس سے نزدیک ہیں۔ پس ایسا ہی وہ اپنے قرب سے فانی انسان کو مشرف کرتا ہے۔ تب وہ وقت آتا ہے کہ نابینائی دُور ہو کر آنکھیں روشن ہو جاتی ہیں اور انسان اپنے خدا کو اُن نئی آنکھوں سے دیکھتا ہے۔ اور اُس کی آواز سنتا ہے اور اس کی نُور کی چادر کے اندر اپنے تئیں لپٹا ہوا پاتا ہے۔ تب مذہب کی غرض ختم ہو جاتی ہے اور انسان اپنے خدا کے مشاہدہ سے سفلی زندگی کا گندہ چولہ اپنے وجود پر سے پھینک دیتا ہے۔ ...‘‘ (جو گندی زندگی ہے، گندہ چولہ ہے، اس گندگی کا، دنیاوی چیزوں کا جو لباس پہنا ہوا ہے، وہ انسان پھینک دیتا ہے۔ جب اُسے اللہ تعالیٰ کا اتنا قرب حاصل ہو جائے۔) ’’...اور ایک نور کا پیراہن پہن لیتا ہے۔ ...‘‘ (ایک نیا لباس پہنتا ہے جو نور ہوتا ہے) ’’...اور نہ صرف وعدہ کے طور پر اور نہ فقط آخرت کے انتظار میں خدا کے دیدار اور بہشت کا منتظر رہتا ہے بلکہ اسی جگہ اور اِسی دنیا میں دیدار اور گفتار اور جنت کی نعمتوں کو پا لیتا ہے۔‘‘

(لیکچر لاہور، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 160۔ 161)

(خطبہ جمعہ 2/ مئی 2014ء بحوالہ الاسلام)

اس شمارہ میں

- عجب ہے کیا کہ مجھے وہ نظر نہیں آتا (منظوم)
- ’’عمل ایمان کا زیور ہے‘‘ (مسیح موعودؑ)
- ڈیزاسٹر مینجمنٹ (Disaster Management)
- جامعۃ المبشرین برکینا فاسو میں جلسہ یوم خلافت کا انعقاد

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

معاف کرنے سے عزت بڑھتی ہے

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صدقہ دینے سے مال کم نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ کا بندہ جتنا کسی کو معاف کرتا ہے اللہ تعالیٰ اتنا ہی زیادہ اسے عزّت میں بڑھاتا ہے۔ جتنی زیادہ کوئی تواضع اور خاکساری اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اتنا ہی اسے بلند مرتبہ عطا کرتا ہے۔

(مسلم کتاب البر و الصلۃ باب استحباب العفو و التواضع)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

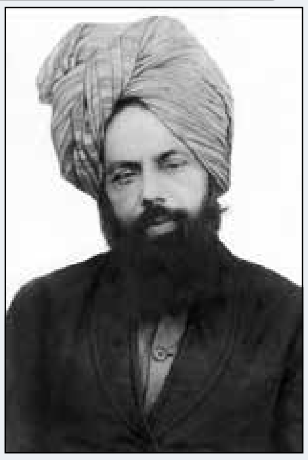

خود شناسی کے بعد خدا شناسی پیدا ہوتی ہے

ایک مرتبہ ایک شخص میرے پاس نور محمد نام ٹانڈہ سے آیا تھا۔ اس نے کہا کہ غلام محبوب سبحانی نے ولی ہونے کا سرٹیفکیٹ دے دیا ہے۔ اب ولایت کا معیار یہی رہ گیا ہے کہ غلام محبوب سبحانی یا کسی نے سرٹیفکیٹ دے دیا۔ حالانکہ ولایت ملتی نہیں جب تک انسان خدا کے لئے موت اختیار کرنے کے لئے تیار نہ ہو جاوے۔ دنیا میں بہت سے لوگ اس قسم کے ہیں جن کو کچھ بھی معلوم نہیں کہ وہ دنیا میں کیوں آئے ہیں۔ حالانکہ یہی پہلا سوال ہے جس کو اسے حل کرنا چاہیے۔ خود شناسی کے بعد خدا شناسی پیدا ہوتی ہے جب وہ اپنے فرائض کو سمجھتا ہے اور مقاصد زندگی پر غور کرتا ہے۔ اسے معلوم ہوتا ہے کہ میری زندگی کی غرض خدا شناسی ہے اور اس پر ایمان لاتا اور اس کی عبادت کرتا ہے۔ تب وہ فرائض کو ادا کرتا اور نوافل کو شناخت کرتا ہے۔ وہ روحانیت جو ایمان کے بعد پیدا ہوتی ہے اب اسے تلاش کرو کہ کہاں ہے؟ نہ مولویوں میں ہے نہ راگ سننے والے صوفیوں میں۔ یہ گوسالہ صورت ہیں روحانیت سے بے خبر ہو کر ہزار سال تک بھی اگر مغز مارتے رہیں تو کچھ نہیں بنتا۔ یہ لحوم اور دماء ہیں تقویٰ نہیں۔ پھر لحوم اور دماء اللہ تعالیٰ کو کیسے پہنچ سکتا ہے۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 430۔ 431۔ ایڈیشن 1984ء)

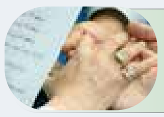

دربارِ خلافت

سچائی ایک ایسی چیز ہے جو نبی کے سچا ہونے کے لئے اور تبلیغ کے لئے ایک بہت بڑا ذریعہ ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اللہ تعالیٰ اس کو پورا فرماتا چلا جارہا ہے۔ یہ جلسے کرتے ہیں جلوس نکالتے ہیں ظلم کرتے ہیں۔ اب سات ستمبر کے حوالے سے پاکستان میں جلسے ہوئے، ربوہ میں بھی جلسہ ہوا۔ بڑے بڑے علماء، جو ان کے چوٹی کے علماء آتے ہیں، آئے اور جلسوں کا نام رکھا ہوتا ہے ’تاجدارِ ختم نبوت کانفرنس‘، اور وہاں سوائے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالیاں دینے کے جماعت کے خلاف یاوہ گوئی کرنے کے اور کچھ نہیں ہو رہا ہوتا۔ ساری رات اسی طرح کی بیہودہ گوئی کرتے چلے جاتے ہیں اور پھر اللہ اور رسول کے نام پر۔ تو بہرحال یہ تو ان کا حال ہے لیکن اُس کے باوجود اللہ تعالیٰ کی تقدیر چل رہی ہے اور جماعت کے قدم آگے سے آگے بڑھتے چلے جارہے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کی یہ تقدیر نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ اگر اپنے وعدوں کو پورا نہ کرے اور اُس کے بھیجے ہوئے غالب نہ آئیں تو پھر اللہ تعالیٰ تو نعوذ باللہ اپنے وعدوں میں غلط ثابت ہو اور دین پر سے انبیاء پر سے خدا تعالیٰ پر سے دنیا کا ایمان اُٹھ جائے۔ پس اللہ تعالیٰ تو اس ایمان کو قائم رکھنے کے لئے نیک فطرتوں کے ایمانوں کو بڑھانے کے لئے ایسے نظارے دکھاتا ہے جو ہر لحہ اُن کے ایمان میں تقویت کا باعث بنتے ہیں۔ کچھ پرانے قصوں میں سچائی کے واقعات بیان کر کے اپنے ماننے والوں کے ایمان کو مضبوط کرتے ہیں، کچھ تازہ واقعات بیان کر کے اپنے دین کے بانی اور ان کے سچے ہونے کے واقعات سے متاثر کرتے ہیں اور اُس کے ماننے والے متاثر ہوتے ہیں، کچھ کو اللہ تعالیٰ اپنے بھیجے ہوئے کی سچائی کے بارے میں اطلاع دے کر رہنمائی فرماتا ہے۔ بہرحال مختصر یہ کہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کی سچائی اور صدق ہی اُسے اپنے وقت میں، اپنی زندگی میں یعنی اُس نبی کی زندگی میں اُس فرستادے کی زندگی میں لوگوں کی توجہ کھینچنے کا ذریعہ بناتا ہے اور کچھ بعد میں دین کی ترقیات دیکھ کر، ماننے والوں کے عمل دیکھ کر، اُس جماعت کو دیکھ کر جو اُس نبی کے ساتھ جُڑی ہوتی ہے، خدا کی طرف سے رہنمائی پاکر ہدایت پاتے ہیں۔ بہرحال جب ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی پر غور کرتے ہیں تو آپ کو لوگ، اُس زمانے کے کفار بھی صدوق و امین کے نام سے ہی جانتے تھے۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، حدیث بنیان الکعبۃ... صفحہ 155، مادار بین رسول اللہ ﷺ وبین رؤساء قریش صفحہ 224 دار الکتب العلمیۃ بیروت 2001ء)

یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی ہی تھی کہ جب آپ نے اپنے عزیزوں اور مکّہ کے سرداروں کو جمع کر کے کہا کہ اگر مَیں تمہیں کہوں کہ اس ٹیلے کے پیچھے ایک فوج چھپی ہوئی ہے جو تمہیں نظر نہیں آرہی تو کیا یقین کرلو گے۔ جو بظاہر ناممکن بات تھی کہ اُس کے پیچھے کوئی فوج چھپی ہو یہ ہو نہیں سکتا کہ نظر نہ آئے۔ لیکن اس کے باوجود سب نے یک زبان ہو کر کہا کہ اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) تُو نے کبھی جھوٹ نہیں بولا اس لئے ہم یقین کر لیں گے۔

(صحیح بخاری کتاب التفسیر، سورۃ تبت یدا ابی لہب باب 1/1 حدیث نمبر 4971)

پھر آپ نے اُن لوگوں کو تبلیغ کی۔ لیکن یہ دنیادار لوگ تھے۔ جو پتھر دل تھے اُن پر تو اس کا کوئی اثر نہیں ہوا، اُن کے انجام بھی بد ہوئے، کچھ بعد میں مسلمان ہوئے۔

تو بہرحال انبیاء اپنی سچائی سے ہی دنیا کو اپنی طرف بلانے کے لئے قائل کرتے ہیں۔ قرآنِ کریم نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تبلیغ کے ذکر کو بیان فرماتے ہوئے قرآنِ کریم میں آپ کے یہ الفاظ محفوظ فرمائے ہیں کہ فَقَدۡ لَبِثۡتُ فِیۡکُمۡ عُمُرًا مِّنۡ قَبۡلِہٖ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ (سورۃ یونس: 17) یعنی پس میں اس سے پہلے بھی تمہارے درمیان ایک عمر گزار چکا ہوں کیا تم عقل نہیں کرتے۔ یہ وہ دلیل ہے جو نبوت کی سچائی اور خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجے جانے کے متعلق دی کہ مَیں نے ایک عمر تمہارے درمیان گزاری ہے کبھی جھوٹ نہیں بولا اب بوڑھا ہونے کو آیا ہوں تو کیا اب جھوٹ بولوں گا اور وہ بھی خدا تعالیٰ پر؟ جس نے جھوٹ کو شرک کے برابر قرار دیا ہے اور یہ بھی میری تعلیم میں درج ہے۔ بقیہ صفحہ 8 پر

عجب ہے کیا کہ مجھے وہ نظر نہیں آتا

عجب ہے کیا کہ مجھے وہ نظر نہیں آتا
مجھے ہی دیکھنا ، اُس کو اگر نہیں آتا

کنارے بیٹھ کے سیکھا نہ کوئی تیراکی
ندی میں تیرنا ، تو بے خطر نہیں آتا

ہے موسموں کی عنایت کہ آتے رہتے ہیں
مگر یہ وقت ہے ، جو لوٹ کر نہیں آتا

جُدا ہوں اُس سے تو مشکل سے دن گزرتا ہے
سکون اُس کو بھی تو رات بھر نہیں آتا

یہ اور بات ہے منزل ہمیں ملے نہ ملے
کوئی بھی کہہ نہیں سکتا سفر نہیں آتا

جو لوگ ہوتے ہیں باعث عذاب کا ، اکثر
شروع شروع میں عذاب ان کے گھر نہیں آتا

محبّتوں کا تعلّق بڑا ضروری ہے
ہوں پیڑ تنہا ، تو اُن پر ثمر نہیں آتا

یہ ماہتاب ، تلاطم بپا کرے ورنہ
سمندروں میں بھی مدّ و جزر نہیں آتا

جو بیٹھے نوح کی کشتی میں ان کو کیا ڈر ہے
ڈبونے ان کو کوئی بھی بھنور نہیں آتا

عجیب کیا نہیں طارق ، کہ ہر طرف ہیں مریض
مگر زمیں پہ مسیحا اُتر نہیں آتا

ڈاکٹر طارق انور باجوہ۔ لندن

اداریہ

’’عمل ایمان کا زیور ہے‘‘ (مسیح موعودؑ)

گزشتہ دنوں 15 مئی 2021ء کو خاکسار کا ایک آرٹیکل بعنوان ’’کانوں کی افادیت‘‘ شائع ہوا تھا جس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کو دیئے گئے اعضاء میں سے کان کی اہمیت وافادیت بیان کی گئی تھی۔ اس آرٹیکل کے طبع ہونے کے بعد مطالعہ کے دوران سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک حوالہ نظروں سے گزرا جو میرے آرٹیکل کی تائید کر رہا تھا۔حضرت حکیم الامت (حکیم نورالدین خلیفۃ المسیح الاولؓ) نے (حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے) عرض کی کہ حضور! یہ ایک بڑی عجیب بات ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہؓ میں سے ایک بھی بہرا نہ تھا (ہاں اندھے تھے۔البدر) اس پر امام الملۃ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) نے فرمایا کہ:

’’چونکہ اُس وقت خدا تعالیٰ کا کلام نازل ہو رہا تھا اور اس امر کی ضرورت تھی کہ صحابہؓ اسے سنیں اور روایت کر کے دوسروں تک پہنچائیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس نظام کو قائم رکھنے کے لیے صحابہؓ کو اس بہرہ پن سے محفوظ رکھا۔ ایسے وقت اگر آنکھ نہ ہو تو کام ہوسکتا ہے لیکن کان کے بغیر کام نہیں چل سکتا۔ ان حقائق و معارف کو جو خدا تعالیٰ کا مرسل لے کر آتا ہے سننے کی بہت بڑی ضرورت ہوتی ہے‘‘

(ملفوظات، جلد ششم صفحہ 273 ۔ 274 ایڈیشن 1984ء)

اس ارشاد سے واضح طور پر اس بات کی تصدیق ہوتی ہے کہ صحابہ کے نیک اعمال دراصل اُن ارشادات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے سانچے سے تیار ہوئے تھے جو صحابہؓ نے براہ راست آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنے تھے جن پر عمل کر کے وہ رضی اللہ عنھم و رضوا عنہ کے مصداق ٹھہرے۔ انسان کے عمل یا اس کے فعل سے اس کی شخصیت کی ایک تصویر بنتی یا ابھرتی ہے ۔جس سے وہ جانا اور پہچانا جاتا ہے۔ اسی لئے تو کہتے ہیں کہ اگر انسان کی شخصیت کو پہچاننا ہو تو اس کے کردار کو دیکھو نہ کہ گفتار کو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس سلسلہ میں ایک واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

’’ایک دفعہ ایک شخص نے ابوبکرؓ کو پیغمبر جان کر ان سے مصافحہ کیا اور تعظیم و تکریم کرنے لگا۔ آخر ابوبکرؓ اُٹھ کر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو پنکھا جھلنے لگ گئے اور اپنے قول سے نہیں بلکہ فعل سے بتلا دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ ہیں میں تو خادم ہوں‘‘

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 411 ایڈیشن 1984ء)

پھر آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’انسان سمجھتا ہے کہ نرا زبان سے کلمہ پڑھ لینا ہی کافی ہے یا نرا اَستغفر اللہ کہہ دینا ہی کافی ہے مگر یاد رکھو زبانی لاف و گزاف کافی نہیں۔خواہ انسان زبان سے ہزار مرتبہ اَستغفر اللہ کہے یا سو مرتبہ تسبیح پڑھے اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا کیونکہ خدا نے انسان کو انسان بنایا ہے، طوطا نہیں بنایا۔ یہ طوطا کا کام ہے کہ وہ زبان سے تکرار اکرتا رہے اور سمجھے خاک بھی نہیں۔ انسان کا کام تو یہ ہے کہ جو کچھ منہ سے کہتا ہے اس کو سوچ کر کہے اور پھر اس کے موافق عمل درآمد بھی کرے۔ لیکن اگر طوطا کی طرح بولتا جاتا ہے تو یاد رکھو نری زبان سے کوئی برکت نہیں ہے۔ جب تک دل سے اُس کے ساتھ نہ ہو اور اس کے موافق اعمال نہ ہوں۔ وہ نری باتیں سمجھی جائیں گی جن میں کوئی خوبی اور برکت نہیں کیونکہ وہ نرا قول ہے خواہ قرآن شریف اور استغفار ہی کیوں نہ پڑھتا ہو۔ خدا تعالیٰ اعمال چاہتا ہے اس لئے بار بار یہی حکم دیا کہ اعمال صالحہ کرو۔ جب تک یہ نہ ہو خدا کے نزدیک نہیں جا سکتے۔بعض نادان کہتے ہیں کہ آج ہم نے دن بھر میں قرآن ختم کر لیا ہے۔ لیکن کوئی اُن سے پوچھے کہ اس سے کیا فائدہ ہوا؟ نری زبان سے تم نے کام لیا مگر باقی اعضاء کو بالکل چھوڑ دیا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تمام اعضاء اس لئے بنائے ہیں کہ اُن سے کام لیا جاوے۔ یہی وجہ ہے کہ حدیث میں آیا ہے کہ بعض لوگ قرآن کی تلاوت کرتے ہیں اور قرآن اُن پر لعنت کرتا ہے کیونکہ ان کی تلاوت نرا قول ہی قول ہوتا ہے اور اس پر عمل نہیں ہوتا۔‘‘

(ملفوظات، جلد 6 صفحہ 399-398 ایڈیشن 1984ء)

پھر آپ علیہ السلام ’’جماعت کو عمل کی ضرورت ہے‘‘ کے تحت فرماتے ہیں:

’’یاد رکھو کہ ہماری جماعت اس بات کے لئے نہیں ہے جیسے عام دنیا دار زندگی بسر کرتے ہیں۔ نرا زبان سے کہہ دیا کہ ہم اسلام میں داخل ہیں اور عمل کی ضرورت نہ سمجھی جیسے بدقسمتی سے مسلمانوں کا حال ہے کہ پوچھو تم مسلمان ہو؟ تو کہتے ہیں شکر الحمد للہ۔ مگر نماز نہیں پڑھتے اور شعائر اللہ کی حرمت نہیں کرتے۔ پس میں تم سے یہ نہیں چاہتا کہ صرف زبان سے ہی اقرار کرو اور عمل سے کچھ نہ دکھاؤ یہ نکمی حالت ہے خدا تعالیٰ اس کو پسند نہیں کرتا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پس اب اگر کوئی میرے ساتھ تعلق رکھ کر اپنی حالت کی اصلاح نہیں کرتا اور عملی قوتوں کو ترقی نہیں دیتا بلکہ زبانی اقرار ہی کو کافی سمجھتا ہے۔ وہ گویا اپنے عمل میں میری عدم ضرورت پر زور دیتا ہے۔ پھر تم اگر اپنے عمل سے ثابت کرنا چاہتے ہو کہ میرا آنا بے سُود ہے تو پھر میرے ساتھ تعلق کرنے کے کیا معنے ہیں؟ میرے ساتھ تعلق پیدا کرتے ہو تو میری اغراض اور مقاصد کو پورا کرو اور وہ یہی ہیں کہ خدا تعالیٰ کے حضور اپنا اخلاص اور وفاداری دکھاؤ اور قرآن شریف کی تعلیم پر اسی طرح عمل کرو جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کر کے دکھایا اور صحابہؓ نے کیا۔قرآن شریف کے صحیح منشا کو معلوم کرو اور اس پر عمل کرو۔ خدا تعالیٰ کے حضور اتنی ہی بات کافی نہیں ہوسکتی کہ زبان سے اقرار کر لیا اور عمل میں کوئی روشنی اور سرگرمی نہ پائی جاوے۔ یاد رکھو کہ وہ جماعت جو خدا تعالیٰ قائم کرنی چاہتا ہے وہ عمل کے بدوں زندہ نہیں رہ سکتی۔ یہ وہ عظیم الشّان جماعت ہے جس کی تیاری حضرت آدمؑ کے وقت سے شروع ہوئی ہے کہ کوئی نبی دنیا میں نہیں آیا جس نے دعوت کی خبر نہ دی ہو۔ پس اس کی قدر کرو اور اس کی قدر یہی ہے کہ اپنے عمل سے ثابت کر کے دکھاؤ کہ اہلِ حق کا گروہ تم ہی ہو۔‘‘

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 164-163، ایڈیشن 1984ء)

آپؑ نے عمل اور ایمان کے رشتے کو بہت اچھوتے اور اچھے انداز میں مختلف جگہوں پر بیان فرمایا ہے جیسے ایمان، اعمال صالحہ کے بغیر ادھورا ہے ۔ بغیر ایمان کے عمل مثل مُردہ کے ہیں۔فرمایا:

’’ایمان کے ساتھ عمل کی ضرورت ہے ورنہ ایمان بدوں عمل مُردہ ہے ۔اور جب تک عمل نہ ہو وہ ثمرات اور نتائج پیدا نہیں ہوتے جو اعمال کے ساتھ وابستہ ہیں۔ مگر اعمال کی قوت اور توفیق معرفت اور یقین سے پیدا ہوتی ہے۔جس قدر یہ قوت بڑھتی ہے اسی قدر اعمال صالحہ کی توفیق ملتی ہے اور وہ برکات حاصل ہوتی ہیں جن سے انسان آسمان کی طرف اٹھایا جاتا ہے۔‘‘

(الحکم 10 اگست 1903ء صفحہ 20)

ایمان اور عمل کے درمیان رشتے کو آپؑ نے ایک جگہ یوں بیان فرمایا:

’’ایمان اور اعمال کی مثال قرآن شریف میں درختوں سے دی گئی ہے۔ ایمان کو درخت بتایا ہے اور اعمال اس کی آبپاشی کے لئے بطور نہروں کے ہیں۔ جب تک اعمال سے ایمان کے پودہ کی آبپاشی نہ ہو اس وقت تک وہ شیریں پھل حاصل نہیں ہوتے۔‘‘

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 225-226 ایڈیشن 2016ء)

پھر عمل کو ایمان کا زیور قرار دے کر کیا خوب فرمایا ہے:

’’اپنے ایمان کا وزن کرو۔عمل ایمان کا زیور ہے۔اگر عملی حالت درست نہیں ہے تو حقیقت میں ایمان بھی نہیں ہے۔مومن حسین ہوتا ہے جیسے ایک خوبصورت کو معمولی اور ہلکا سا کڑا ابھی پہنا دیا جاوے تو وہ اسے زیادہ خوبصورت بنا دیتا ہے۔اسی طرح پر ایماندار کو عمل اور بھی خوبصورت دکھاتا ہے۔ اور اگر بدعمل ہے تو کچھ بھی نہیں‘‘

(ملفوظات جلد اول صفحہ 340 ایڈیشن 2016ء)

الغرض حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایمان اور عمل، قول و فعل میں مطابقت کو نہایت پیارے انداز میں مختلف جگہوں پر بیان فرمایا ہے۔جن میں سے چند ایک ارشادات کو اس مضمون کا حصہ بنایا گیا ہے۔ تاہم اپنے ایمان کو اپنے اعمال سے سجائیں۔ اللہ کی طرف جھکیں، نماز پڑھیں، تلاوت قرآن کیا کریں۔ اللہ کی مخلوق سے پیار اور محبت سے پیش آئیں۔ بالخصوص اپنے اہل خانہ اور عزیز و اقارب سے شفقت سے پیش آئیں۔ ایسا نہ ہو کہ ہم آج کے دور میں غیروں کے نزدیک تو غیر مسلم ٹھہرے ہی ہیں اپنے اعمال نہ ہونے کی وجہ سے خدا کے دربار میں بھی اسلام کو اپنی طرف منسوب نہ کر سکیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’حقیقت میں اس امر کی بہت بڑی ضرورت ہے کہ انسان کا قول اور فعل باہم ایک مطابقت رکھتے ہوں۔ اگر ان میں مطابقت نہیں تو کچھ بھی نہیں اس لئے اللہ تعالی قرآن شریف میں فرماتا ہے اَتَاۡ مُرُوۡنَ النَّا سَ بِالۡبِرِّ وَ تَنۡسَوۡنَ اَنۡفُسَکُمۡ (البقرہ: 45) یعنی تم لوگوں کو تو نیکی کا امر کرتے ہو مگر اپنے آپ کو اس امر نیکی کا مخاطب نہیں بناتے، بلکہ بھول جاتے ہو۔ اور پھر دوسری جگہ فرمایا لِمَ تَقُوۡلُوۡنَ مَا لَا تَفۡعَلُوۡنَ (الصّف: 3) مومن کو دو رنگی اختیار نہیں کرنی چاہیے ۔ یہ بزدلی اور نفاق اس سے ہمیشہ دور ہوتا ہے ۔ ہمیشہ اپنے قول اور فعل کو درست رکھو اور ان میں مطابقت دکھاؤ۔ جیسا کہ صحابہؓ نے اپنی زندگیوں میں دکھایا، ایسا ہی تم بھی ان کے نقش قدم پر چل کر اپنے صدق و وفا کے نمونے دکھاؤ‘‘

(ملفوظات جلد اول صفحہ 339-338 ایڈیشن 2016ء)

آپؑ نے ایک موقع پر بیعت لینے کے بعد نو مبائعین کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

’’تم لوگوں نے اس وقت جو بیعت کی ہے اس کا زبان سے کہہ دینا اور اقرار کر لینا تو بہت ہی آسان ہے مگر اس اقرار بیعت کا نبھانا اور اس پر عمل کرنا بہت ہی مشکل ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یاد رکھو! نری بیعت سے کچھ نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ اس رسم سے راضی نہیں ہوتا جب تک کہ حقیقی بیعت کے مفہوم کو ادا نہ کرے اس وقت تک یہ بیعت، بیعت نہیں نری رسم ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ بیعت کے حقیقی منشا کو پورا کرنے کی کوشش کرو۔ یعنی تقویٰ اختیار کرو۔ قرآن شریف کو خوب غور سے پڑھو اور اس پر تدبّر کرو اور پھر عمل کرو کیونکہ سنت اللہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نرے اقوال اور باتوں سے کبھی خوش نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حاصل کرنے کے واسطے ضروری ہے کہ اس کے احکام کی پیروی کی جاوے اور اس کے نواہی سے بچتے رہو اور یہ ایک ایسی صاف بات ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ انسان بھی نری باتوں سے خوش نہیں ہوتا بلکہ وہ بھی خدمت ہی سے خوش ہوتا ہے‘‘

(ملفوظات جلد ششم، صفحہ 405-392 ایڈیشن 1984ء)

(ابوسعید)

شہزاد احمد اختر

ڈیزاسٹر مینجمنٹ(Disaster Management) کا مختصر تعارف

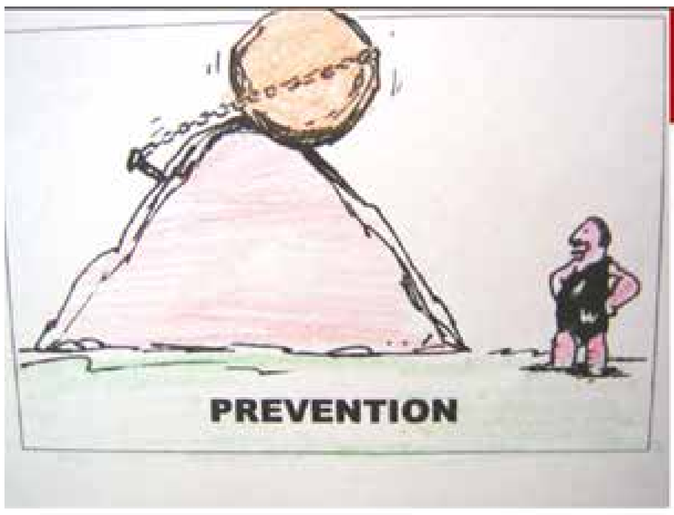

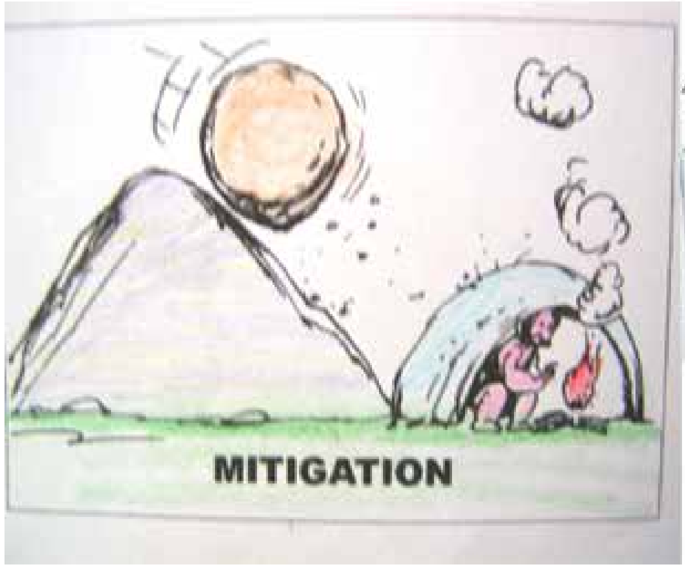

زمین پر حادثات کی تاریخ اتنی ہی پرانی ہے جتنی خود تاریخ انسانی، اور جیسے جیسے انسان نے ان حادثات سے نمٹنا سیکھا۔ تو علم کی نئی جدتوں اور پرتوں سے روشناس ہوتا چلا گیا اور سائنس کی ایک نئی سے نئی شاخ جنم لیتی چلی گئی۔ تو کیا یہ کہنا غلط ہو گا اگر ہم ڈیزاسٹر مینجمنٹ (Disaster Management) کو تمام سائنسی علوم کی ماں کہیں؟

اب خاکسار ڈیزاسٹر مینجمنٹ (Disaster Management) کی چند اصلاحات کی وضاحت آسان پیرایہ میں کرنے کی کوشش کرے گا۔

1۔ خطرہ/آفت (Hazard)

کوئی بھی ایسی ممکنہ صورتحال جس میں لوگوں کو، ان کی املاک کو، ان کے زیر استعمال بنیادی ضروریاتِ زندگی (پانی، خوراک، نقل وحمل کے ذرائع، رابطہ سڑکیں اور پل وغیرہ) اور قدرتی ماحول کے نظام میں خلل ڈالنے یا مکمل طور پر تباہ کرنے کی ممکنہ استعداد یا قوت موجود ہو کو خطرہ/آفت (Hazard) کہتے ہیں۔

قدرتی خطرات کی اقسام (Classification of Natural Hazards)

ہمارے ارد گرد موجود قدرتی آفات Natural Hazards کے بارے جتنا زیادہ علم ہمیں ہو گا اتنا ہی بہتر انداز میں ہم اس سے نمٹنے کی صلاحیت حاصل کر سکیں گے اور مطلوبہ تیاری مکمل کر سکیں گے۔ اب ہم مختصراً قدرتی آفات یا خطرات کی اقسام پر نظر ڈالیں گے۔

A۔ (زمین کی فضا میں پیش آنے والی قدرتی آفات) Terrestrial Hazards

B۔ (خلا میں پیش آنے والی قدرتی آفات) Extra Terrestrial Hazards

A۔ (زمین کی فضا میں پیش آنے والی قدرتی آفات) Terrestrial Hazards

ہماری گفتگو کا موضوع زیادہ تر Terrestrial Hazards پر ہو گا جو کہ اس زمین کی فضا کے متعلق ہیں۔ ان کو مزید تین اقسام میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

1۔ اندوجینک ہیزرڈز (Endogenic Hazards)

2۔ ایگزوجینک ہیزرڈز (Exogenic Hazards)

3۔ بائیوٹک ہیزرڈز (Biotic Hazards)

1۔ اندوجینک ہیزرڈز (Endogenic Hazards)

زمین کی سطح کے اندر وقوع پذیر ہونے والے واقعات جیسا کہ زلزلہ (زمین کی ارتعاش) اور لاوا کا نکلنا (زمین کی سطح کے اندر سے گرم ثقیل مادہ کا نکلنا) کو اندوجینک ہیزرڈز (Endogenic Hazards) کہتے ہیں۔

2۔ ایگزوجینک ہیزرڈز (Exogenic Hazards)

ایسی قدرتی آفات جو زمین کی سطح کے اوپر پیش آتی ہیں یا ان کے وقوع پذیر ہونے کا امکان ہوتا ہے ان کو (Exogenic Hazards) ایگزوجینک ہیزرڈز کہتے ہیں۔

ایگزوجینک ہیزرڈز (Exogenic Hazards) مزید تین اقسام میں منقسم ہیں۔

I۔ ہائیڈروسفیرک ہیزرڈز (Hazards Hydrospheric)

II۔ آٹموسفیرک ہیزرڈز (Atmospheric Hazards)

III۔ لیتھوسفیرک ہیزرڈز (Lithospheric Hazards)

I۔ ہائیڈروسفیرک ہیزرڈز (Hazards Hydrospheric)

زمینی سطح کے قریب پانی کی وجہ سے پیش آنے والی قدرتی آفات

کو ہائیڈروسفیرک ہیزرڈز (Hazards Hydrospheric) کہتے ہیں جیسا کہ سیلاب (Floods)، سونامی (Tsunami)، ٹورینٹس (Torrents)، ویوز (Waves)۔

II۔ آٹموسفیرک ہیزرڈز (Atmospheric Hazards)

زمین کے آٹموسفیر (Atmosphere) کی حدود میں پیش آنے والی قدرتی آفات کو آٹموسفیرک ہیزرڈز (Atmospheric Hazards) کہتے ہیں جیسا کہ خشک سالی (Drought)، بارش (Rainfall)، برف باری (Snowfall)، ژالہ باری (Hailstorm)، آسمانی بجلی کا گرنا (Lighting)، شدید تیز ہوائیں (Winds)

III۔ لیتھوسفیرک ہیزرڈز (Lithospheric Hazards)

زمین کی بیرونی تہہ پر وقوع پذیر ہونے والے حادثاتی واقعات کو لیتھوسفیرک ہیزرڈز (Lithospheric Hazards) جیسا کہ لینڈ سلائیڈنگ (Land sliding)، برفانی تودہ کا گرنا (Avalanche)، کٹاؤ (Erosion)

3۔ بائیوٹک ہیزرڈز (Biotic Hazards)

ماحولیاتی نظام کے جاندار جز سے جڑے حادثات کو بائیوٹک ہیزرڈز (Biotic Hazards) کہتے ہیں۔ جیسا کہ جانور اور پودے۔ ان کی مزید درج ذیل تین شاخیں ہیں۔

پودے (Floral/ Plants)

جانور (Faunal/ Animal)

انسانی عمل دخل (Anthropogenic/ Human Induced)

اینتھروپوجینک ہیزرڈز کی تین مزید شاخیں ہیں۔

فزیکل ہیزرڈز (Physical Hazards) انسانی عمل دخل کی وجہ سے زلزلہ کا آنا (Human Induced Earthquake)، لینڈ سلائیڈنگ کا ہونا (Human Induced Landsliding) اور مٹی کے کٹاؤ (Erosion) کا وقوع پذیر ہونا۔

کیمیکل ہیزرڈز (Chemical Hazards) زہریلی گیسوں اور زہریلے مادوں کے اخراج (Release of Toxic Chemicals) کی وجہ سے پھیلنے والی تباہی کو کیمیکل ہیزرڈز کہتے ہیں۔ نیوکلیئر دھماکے (Nuclear Explosions) بھی اس زمرے میں آتے ہیں۔

بائیولوجیکل ہیزرڈز (Biological Hazards) اس کو مزید 2 شاخوں میں تقسیم کیا گیا ہے یوٹریفیکیشن (Eutrophication) اور آبادی میں اضافہ (Population Explosion)

یوٹریفیکیشن (Eutrophication) ماحولیاتی نظام میں فاسفورس، نائٹروجن اور پودوں کے دیگر غذائی اجناس وغیرہ کا آہستہ آہستہ اضافہ ہونا جیسا کہ جھیل وغیرہ۔

آبادی میں اضافہ (Population Explosion) کسی بھی جاندار کی آبادی، خاص طور پر نوع انسانی کی آبادی کے تناسب میں وسائل

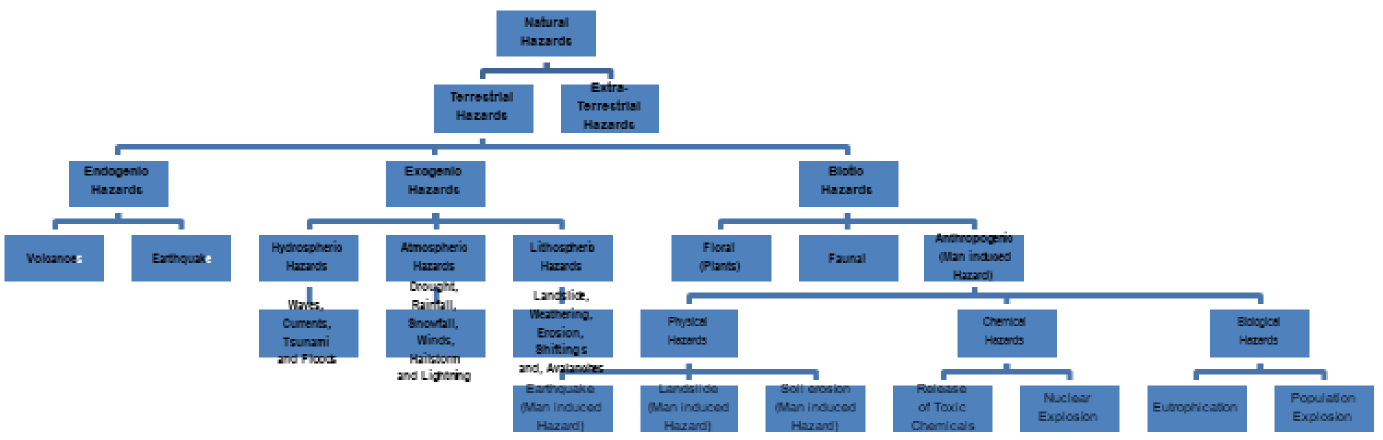

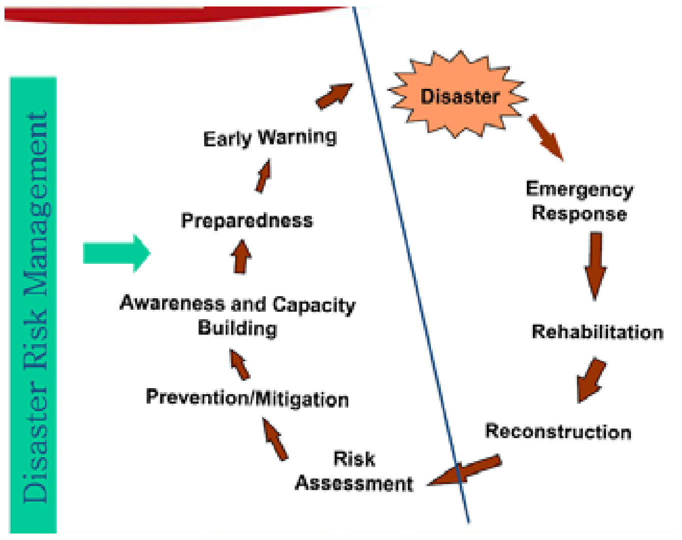

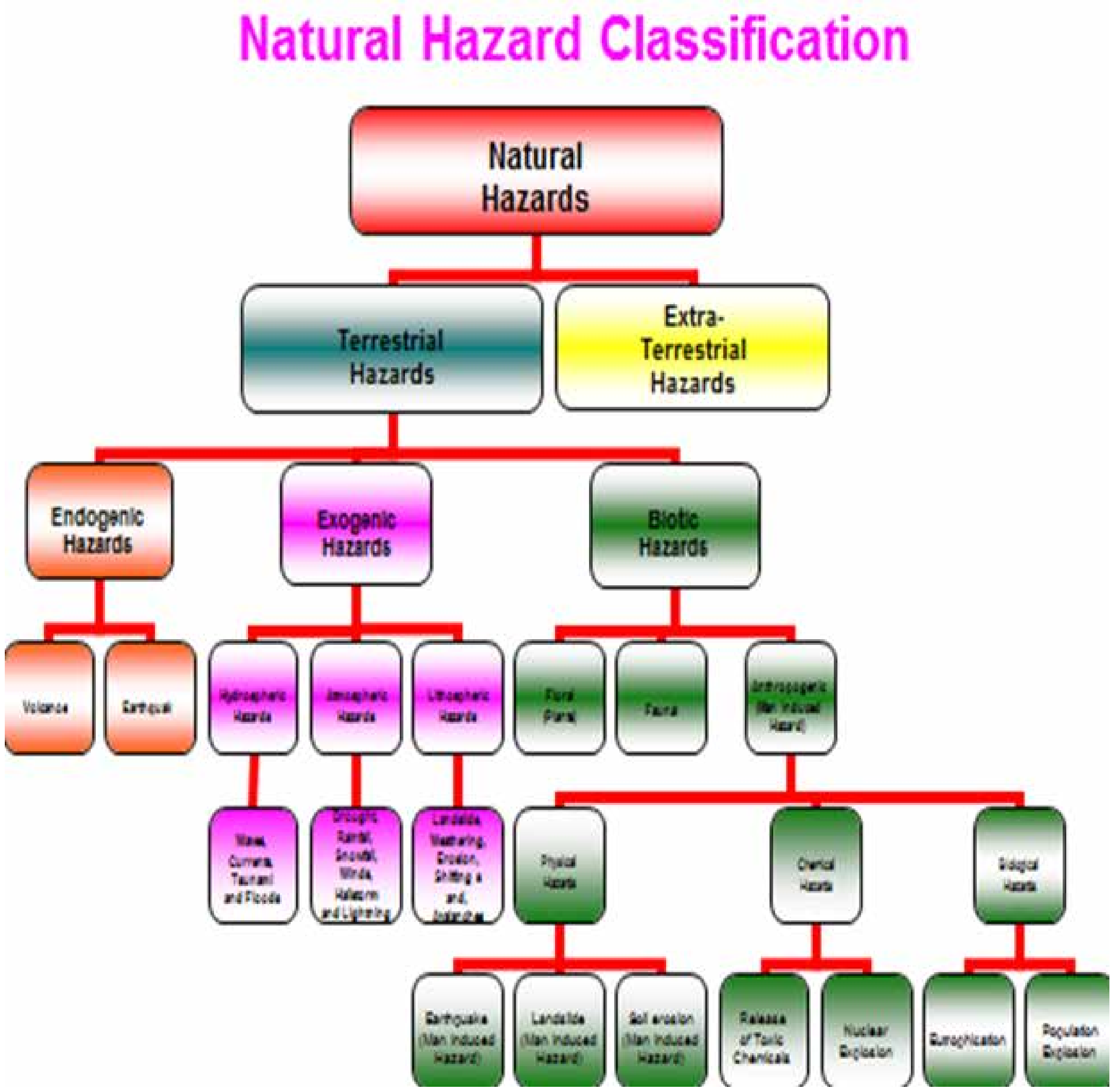

کو مدنظر رکھے بغیر اضافہ کو بھی اسی شاخ میں رکھا جائے گا۔

ڈیزاسٹر (Disaster)

جیسا کہ ہم نے دیکھا ہے کہ خطرات یا ممکنہ حادثات کی کونسی اقسام ہیں۔ اب ہم آسان پیرایہ میں سیکھنے کی کوشش کریں گے کہ ڈیزاسٹر (Disaster) کسے کہتے ہیں۔

ڈیزاسٹر (Disaster): کسی بھی قسم کے شدید نوعیت کے واقعہ کا پیش آنا جو کہ اس معاشرہ، اس علاقہ اور اس کے اردگرد موجود کمیونٹی کے بڑے پیمانے پر نقصان کا پیش خیمہ ہو، جیسا کہ انسانی زندگی، املاک، مالی اور ماحولیاتی وسائل کا ضائع ہونا اور (سب سے اہم) یہ اس سوسائٹی کے پاس اس واقعہ کے مضر اثرات سے نکلنے کے لیے موجودہ سہولیات ناکافی ہوں اور انہیں بیرونی امداد کی ضرورت پڑے۔

مثال کے طور پر: زلزلہ یا سیلاب وغیرہ بذاتِ خود ڈیزاسٹر (Disaster) نہیں ہیں، تب تک ان واقعات کو ڈیزاسٹر (Disaster) کا نام نہیں دے سکتے جب تک وہ انسانی آبادی اور باقاعدہ روزمرہ زندگی سے جڑی ضروریاتِ زندگی کو مکمل طور پر متاثر نہ کرے۔ کوئی بھی ڈیزاسٹر (Disaster) ناگہانی آفت یا حادثہ اس وقت ڈیزاسٹر (Disaster) کہلا سکتا ہے جب تک درج ذیل اثر انداز نہ ہوں۔

1۔ ڈیزاسٹر کی شدت (Intensity of Disaster)

کسی بھی ناگہانی آفت کی شدت کو اگر ماپنا ہے تو ہم یہ دیکھیں گے کہ مجموعی طور پر ایک معاشرہ سے جڑے اجزا کتنا متاثر ہوئے ہیں۔

2۔ آبادی کے وسائل کا متاثر ہونا

نوع انسانی کس حد تک متاثر ہوئے ہیں؟

جیسا کہ ابھی اوپر ذکر ہوا ہے کہ ڈیزاسٹر (Disaster) کی تعریف پر پورا اترنے کے لیے Vulnerable Human Population کا بھی ہونا ضروری ہے۔

اس سیکشن میں ہم (Disaster) سے جڑی چند اصلاحات کو سمجھنے کی کوشش کریں گے۔

1۔ (Vulnerability)

ایسی منفی کیفیت جس کی وجہ سے کسی بھی خطرہ (Hazard) سے نمٹنے کی ممکنہ صلاحیت کم ہو یا نا ہو اسے (Vulnerability) کہتے ہیں۔ مثال کے طور پر سیلابی خطرہ سے دوچار علاقہ میں رہائش پذیر افراد کو سیلاب کا خطرہ رہے گا یا پھر فالٹ لائن پر بنے رہائشی مکانات زلزلہ سے زیادہ متاثر ہو سکتے ہیں۔

2۔ صلاحیت/قابلیت (Capacity)

ان مثبت خصوصیات کو جو کہ کسی بھی خطرہ سے نمٹنے کے لیے بنیادی کردار ادا کرتی ہیں ان کو ہمیشہ مثبت پیرایہ میں جانچا جاتا ہے تا کہ اس کمیونٹی کی صلاحیت کا اندازہ ہو سکے۔

3۔ ردِعمل (Response)

کسی بھی حادثہ کے وقوع پذیر ہونے پر وہاں کی متاثرہ آبادی کو ابتدائی طور پر بنیادی ضروریات زندگی پہنچانے اور ان کو اس صورت حال سے نمٹنے میں مدد فراہم کرنے کو ردِعمل (Response) کہتے ہیں۔

4۔ بحالی (Recovery)

وہ عوامل، طریقہ کار یا لائحہ عمل جس پر عملدرآمد کرتے ہوئے کسی بھی حادثہ یا قدرتی آفت سے متاثرہ کمیونٹی کو ڈیزاسٹر سے پہلے والی حالت میں مکمل طور پر لے کر جانے کو بحالی (Recovery) کہتے ہیں۔ Rehabilitation , Reconstruction and Development اس سے بعد کے مراحل ہیں جو کہ ڈیزاسٹر کی شدت پر منحصر ہوتے ہیں۔

5۔ روک تھام/بچاؤ (Prevention)

ایسے اقدامات جن کے کرنے کی وجہ سے کسی بھی آفت سے مکمل طور پر بچا جا سکے اور اس آفت سے ممکنہ متاثرہ آبادی کو بروقت کلیتاً محفوظ کیا جا سکے۔

6۔ تخفیف/کمی (Mitigation)

آفت کے وقوع پذیر ہونے پر ایسے عوامل جن کی بنا پر فوری طور پر اس آفت کے ممکنہ اثرات کی شدت کو کسی حد تک کم کیا جا سکے کو تخفیف/کمی (Mitigation) کہتے ہیں۔ جیسے کے سیلابی علاقوں میں بند کا بنانا وغیرہ۔

7۔ تیاری (Preparedness)

کسی بھی متوقع آفت سے بچاؤ کے لیے کیے گئے مناسب اور موثر اقدامات جن کو مستقل بنیادوں پر کیا جا سکے اور جو کہ طویل مدتی منصوبہ بندی کی بنیاد پر مبنی ہو۔ مثال کے طور پر آفت کی صورت میں Evacuation کے لیے ابتدائی اعلانات و انتظامات وغیرہ۔

رپورٹ: مبارک احمد منیر۔استاد جامعۃ المبشرین برکینا فاسو

جلسہ یوم خلافت جامعۃ المبشرین برکینا فاسو

اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو خلافت کی نعمت سے نوازا ہے۔اس کی برکات زندگی کے ہر شعبہ میں خواہ وہ دینی ہوں یا دنیاوی ہوں،ہمیں دیکھنے کو ملتی ہیں۔خلافت احمدیہ کی برکات اپنی اگلی نسلوں تک پہنچانے کے لیے ہر سال جماعت احمدیہ عالمگیر 27 مئی کو یوم خلافت کے طور پر مناتی ہے۔رسول اللہ ﷺ نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ ثم تکون خلافۃ علی منہاج النبوۃ کہ آخری زمانہ میں نبوت کے بعد خلافت کا سلسلہ چلے گا۔اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی کتاب الوصیت میں بھی بڑے واضح الفاظ میں دو قدرتوں کا ذکر فرمایا ہے اور قیامت تک چلنے والی خلافت کی نعمت کی پیش گوئی فرمائی ہے۔

جیسا کہ جماعت احمدیہ کی روایات میں شامل ہے کہ ہر سال خلافت کے موضوع پر جلسہ جات کیے جاتے ہیں۔اس روایت کو جاری رکھتے ہوئے جامعۃ المبشرین برکینا فاسو میں بھی 27 مئی 2021ء کو یوم خلافت بڑے جوش وجذبے سے منایا گیا۔چنانچہ 27 مئی کو جامعۃ المبشرین میں تدریسی عمل آدھے دن تک رکھا گیا۔تدریسی عمل کے بعد یوم خلافت کے موضوع پر جلسہ رکھا گیا۔جلسہ کی صدارت خاکسار مبارک احمد منیر جامعۃ المبشرین نے کی۔پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے کیا گیا۔درجہ ثالثہ کے طالب علم عزیزم ادرادا اسماعیل نے سورہ نور کی آیات 55 تا 57 کی تلاوت کی اور فرنچ ترجمہ پیش کیا۔اس کے بعد عزیزم وارو یحیٰ نے خلافت کے موضوع پر اردو نظم ترنم کے ساتھ پیش کی اور ساتھ فرنچ ترجمہ بھی پیش کیا۔پروگرام کی پہلی تقریر درجہ ثالثہ کے طالبعلم عزیزم سنگارے ادریس کی تھی۔ان کی تقریر کا موضوع ’’خلافت سے عشق و وفا کا تعلق‘‘ تھا۔اپنی تقریر میں انہوں نے کئی مثالیں دیکر یہ بات واضح کی کہ خلافت سے وابستگی ہی تمام ترقیات کی کنجی ہے۔ چنانچہ اپنی تقریر میں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی وفات کے بعد پیدا ہونے والے فتنہ نیز خلافت کے ساتھ وابستہ رہنے والے گروہ کے ساتھ تائیدات الٰہی کا ذکر خیر کیا۔

دوسری تقریر بھی درجہ ثالثہ کے طالبعلم عزیزم گوینا ناصر کی تھی۔ان کی تقریر کا عنوان ’’نظام خلافت کی برکات‘‘ تھا۔اپنی تقریر میں خلافت احمدیہ کے مختلف ادوار میں ترقیات کا ذکر کیا۔نیز اپنی تقریر میں حضرت خلیفۃالمسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے زمانہ میں پاکستان میں حکومت کی طرف سے احمدیوں پر زمین تنگ کرنے کی کوشش کیے جانے کا ذکر کیا اور ساتھ ہی ان مخالفتوں کے باوجود جماعت احمدیہ کی دن دگنی رات چگنی ترقیات کا ذکر کیا۔نیز خلافت احمدیت کے ساتھ وابستہ رہ کر جماعت احمدیہ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہونے والی برکات بیان کیں۔

اس کے بعد استاد جامعۃ المبشرین مکرم حافظ محمد بلال طارق صاحب نے ’’خلیفہ خدا بناتا ہے‘‘ کے موضوع پر تقریر کی۔انہوں نے بیان کیا کہ دنیا کے عام صدران کے الیکشن اور اللہ تعالیٰ کے خلیفہ کے چننے میں کیا فرق ہے۔اللہ تعالیٰ کیسے اپنے خلیفہ کی محبت لوگوں کے دلوں میں ڈالتا ہے۔مکرم حافظ صاحب نے خلافت خامسہ کے انتخاب کے موقع پر احمدیوں کی رہنمائی کے واقعات بیان کیے کہ کیسے اللہ تعالیٰ نے جماعت کے افراد کی خوابوں وکشوف اور الہامات سے راہنمائی کی۔

پروگرام کے اختتام پر پرنسپل جامعۃ المبشرین مکرم چوہدری نعیم احمد باجوہ صاحب نے خلافت کی برکات کے بارہ میں ذاتی مشاہدات،اور بعض ایسے واقعات جن کے آپ عینی شاید تھے بیان کئے۔آپ نے بیان کیا کہ کئی دفعہ ایسا ہوا کہ دنیاوی لوگ حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز سے ملاقات کے لیے گئے اور باہر نکلتے ہی ان کی کایا پلٹ گئی۔ان لوگوں کے تاثرات یہ ہوتے ہیں کہ ہم نے اپنی زندگی میں ایسی ہستی سے کبھی ملاقات نہیں کی۔آپ نے بعض غیر مسلموں کے واقعات بیان کئے جنہوں نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں دعا کے لئے درخواست کی اور پھر ان کے حق میں قبولیت دعا کے معجزات رونما ہوئے۔ان واقعات کو سن کر طلباء بے اختیار نعرہ تکبیر بلند کرنے لگے۔ان واقعات سے تمام حاضرین کے دل خلافت کی محبت سے سرشار ہوگئے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں خلافت کی برکات حاصل کرنے کی توفیق عطا کرے اور ہمارے سروں پر تا قیامت یہ سلسلہ اپنی رحمت کے پر پھیلائے چلتا چلا جائے آمین ثم آمین۔

رپورٹ: ارشد محمود

جلسہ یومِ خلافت یونان

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ یونان کو مؤرخہ 29؍مئی 2021ء بروز ہفتہ بذریعہ سکائپ شام 7:00 تا 9:00 بجے ’’جلسہ یوم خلاف‘‘ منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ الحمدللہ۔

جلسہ کو کامیاب بنانے کے لئے دو ہفتے قبل تیاری شروع کر دی گئی تھی۔ ذیلی تنظیموں کے صدران کے ذریعہ سب احباب کو یاد دہانی کروائی گئی۔ اس کے علاوہ واٹس ایپ گروپس میں بھی تنظیموں کے صدران کی طرف سے جلسہ کے حوالہ سے اعلان ہوتا رہا۔ اس کے علاوہ احباب جماعت کے ذاتی نمبروں پر رابطہ کرکے اطلاع کی گئی۔ پروگرام کی تیاری میں خاکسار کو خدمت کی توفیق ملی۔

جلسہ کی صدارت مکرم ومحترم عطاء النصیر صاحب مربی سلسلہ ونیشنل صدر جماعت احمدیہ یونان نے کی۔حسب روایت جلسہ کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو کہ مکرم عقیل احمد بھٹی صاحب نے کی۔ انہوں نے سورۃ النور کی آیات 55 تا 58 پیش کیں جس کا ترجمہ بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ، مکرم اسرار احمد صاحب نے پڑھ کر سنایا۔ احادیث نبوی ﷺ مکرم ادریس احمد کاہلوں صاحب نے پیش کیں ۔ اقتباس از تحریرات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مکرم محمد احمد صاحب نے پڑھا۔جلسہ یوم خلافت کی پہلی نظم مکرم عمران احمد گجر صاحب نے نہایت خوش الحانی کے ساتھ پڑھ کرسنائی۔پہلی تقریر مکرم مبارک احمد بشیر صاحب نے ’’خلافت علیٰ منہاج نبوۃ‘‘ کے عنوان پر قرآنی آیات اور احادیث کے حوالہ سے پیش فرمائی۔ دوسری نظم مکرم میاں عمران مجید صاحب نے بہت اچھے انداز میں پڑھی جس کے بعد دوسری تقریر مکرم چوہدری مشتاق احمد صاحب نے ’’برکات خلافت‘‘ کے موضوع پر بہت خوبصورت انداز میں خلفاء حضرت مسیح موعودؑ کے مختلف ادوار میں خلافت کی برکات کو اجاگر کرتے ہوئے کی۔تیسری نظم ایک افغانی نومبائع فیملی کے طفل عزیزم نوید احمد نے حضرت مسیح موعودؑ کا فارسی منظوم کلام ’’جان و دلم فدائے جمال محمد است،خاکم نثار کوچہ آل محمد است‘‘ ترنم سے پڑھ کرسنایا۔ان اشعار کے متعلق ان کے والد مکرم حمید سخی زادہ صاحب نے شہادت دی کہ ان کے شیعہ عالم والد یہ اشعار شیعہ محفلوں میں پڑھ کرسنایا کرتے تھے اور اسی طرح اس طفل نوید احمد نے بھی اس کی تصدیق کی کہ انہوں نے بھی اپنے دادا کی زبان سے یہ اشعار سنے ہیں۔آخری تقریر مکرم محترم جناب ڈاکٹر محمد اطہر زبیر صاحب چیئرمین ہیومنٹی فرسٹ جرمنی نے کی جن کی منظوری حضورِ اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس جلسہ کے لئے ازراہِ شفقت عنایت فرمائی تھی۔محترم ڈاکٹر صاحب نے ایک گھنٹے کی تقریر میں حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے قبولیت دعا کےمتعلق اپنے ذاتی مشاہدات کی روشنی میں مختلف واقعات پیش فرمائے۔اسی طرح عائلی زندگی کو بہتر بنانے کے متعلق حضور انور کے ارشادات اور ذاتی کردار کے حوالہ سے واقعات کی روشنی میں احباب جماعت کو نصائح کیں۔

الحمد للہ احباب جماعت کے لئے حضور انور کے واقعات سننے بہت مفید ثابت ہوئے اوربعض نے اپنے تاثرات بھی بھجوائے کہ کس طرح ان واقعات کوسن کر انہوں نے اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کا عہد کیا ہے۔ایک دوست نے لکھا کہ ’’میں اپنی بیگم کے ساتھ چھوٹی چھوٹی باتوں پر ناراض ہوجاتا تھا لیکن ڈاکٹر صاحب کی تقریر سن کرخود ہی شرمندہ ہوتا رہا اور اب عہد کیا ہے کہ آج کے بعد کبھی ناراض نہیں ہونگا بلکہ اپنی بیگم کا خیال رکھوں گا۔اس سے پہلے اس قسم کی باتیں نہیں سنیں۔‘‘اسی طرح بعض دوستوں نے حضور انور کے واقعات سے متاثر ہوکر اس تقریر کی آڈیو کی درخواست کی اور مزید لوگوں کو سننے کے لئے بھجوائی۔ الحمد للہ علیٰ ذلک۔

دعا کے ساتھ اس جلسہ کا اختتام ہوا جو کہ محترم مربی صاحب کی درخواست پر مہمان خصوصی مکرم ڈاکٹر صاحب نے کروائی۔جلسہ کی کل حاضری53رہی جس میں 11 انصار، 28 خدام ، 7 لجنہ اماء اللہ ، 4 ناصرات اور 3 اطفال شامل ہیں ۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ توفیق دے کہ ہم سب نظام خلافت اور اس کے استحکام کے لئے آخری دم تک جدوجہد کرتے رہیں اور اپنی اولادوں کو ہمیشہ خلافت کے ساتھ وابستہ رہنے اور اس کی برکات سے مستفیض ہونے کی توفیق عطاء فرمائے تا کہ قیامت تک خلافت احمدیہ محفوظ چلی جائے اور قیامت تک سلسلہ احمدیہ کے ذریعہ اشاعت اسلام ہوتی رہے اور آنحضرت ﷺ کا جھنڈا دنیا کے تمام جھنڈوں سے اونچا لہراتا رہے۔ آمین ۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کوحضور انور کی دعاوں کا وارث بنائے۔آمین

آج کی دعا

اگرچہ میں نہیں مگر میری تحریریں ان لوگوں میں پھیلیں گی اور بہت سے راست باز انگریز صداقت کا شکار ہو جائیں گے

اِنِّی سَاَنۡصُرُکَ۔نصرت وفتح وظفر تابست سال۔اِنِّی اَجِدُ رِیۡحَ یُوۡسُفَ لَوۡلَا اَنۡ تُفَنِّدُوۡنِ(تذکرہ صفحہ:419)

ترجمہ:میں تجھے جلد ہی مدد دونگا۔نصرت اور فتح اور ظفر بیس سال تک۔میں یوسف کی خوشبو پاتا ہوں اگر تم مجھے بہکا ہوا نہ کہو۔

یہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کو 1904ء میں الہام ہوا تھا جس میں خدا تعالیٰ نے سلسلہ کو دی جانے والی مدد ونصرت اور فتح وظفر کی پیشگوئیوں کی خبر دی۔

یہ الہام 4 جنوری اور 27 جنوری 1904ء کا ہے۔1904ء میں 20 سال جمع کرنے سے 1924ء بنتا ہے۔

مذکورہ الہام میں 1924ء کی طرف اشارہ ہے۔جب مسجد فضل لندن کا سنگِ بنیاد رکھا گیا۔ چنانچہ اب جو عظیم فتوحات کا سلسلہ شروع ہوا ہے ان کا تعلق اسی مسجد سے ہے۔اور یہی سال طلوع الشّمس من المغرب کا آغاز اور عالمی فتح و ظفر کی ابتداء ہے اورحضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس رؤیا کی تعبیر ہے جس کا ذکر کرتے ہوئے حضورؑ تحریر فرماتے ہیں:

’’ایسا ہی طلوع شمس کا جو مغرب کی طرف سے ہوگا ہم اس پر بہر حال ایمان لاتے ہیں۔لیکن اس عاجز پر جو ایک رؤیا میں ظاہر کیا گیا وہ یہ ہے جو مغرب کی طرف سے آفتاب کا چڑھنا یہ معنی رکھتا ہے کہ ممالک مغربی جو قدیم سے ظلمت کفر وضلالت میں ہیں آفتاب صداقت سے منوّر کئے جائیں گے اور انکو اسلام سے حصّہ ملے گا اور میں نے دیکھا کہ میں شہر لنڈن میں ایک منبر پر کھڑا ہوں اور انگریزی زبان میں ایک نہایت مدلّل بیان سے اسلام کی صداقت ظاہر کر رہا ہوں۔ بعد اس کے میں نے بہت سے پرندے پکڑے جو چھوٹے چھوٹے درختوں پر بیٹھے ہوئے تھے اور اُن کے رنگ سفید تھے اور شاید تیتر کے جسم کے موافق اُن کا جسم ہوگا سو میں نے اس کی یہ تعبیر کی کہ اگرچہ میں نہیں مگر میری تحریریں ان لوگوں میں پھیلیں گی اور بہت سے راست باز انگریز صداقت کا شکار ہو جائیں گے۔‘‘

(ازالہ اوہام،روحانی خزائن جلد 3 صفحہ:376۔377)

(بحوالہ تذکرہ صفحہ:419، 420)

مرسلہ:مریم رحمٰن

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE
www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
ANDROID APP ON Google play
اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

اور مَیں تو آیا ہی توحید کے قیام کے لئے ہوں۔ پس یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب تھا۔ پس انبیاء کی تبلیغ کا بہت بڑا ذریعہ اور ہتھیار اُن کی سچائی کا اظہار ہوتا ہے۔ اُن کی زندگی کے ہر پہلو میں سچائی کی چمک ہوتی ہے جس کا حوالہ دے کر وہ اپنی تبلیغ کرتے ہیں اپنا پیغام پہنچاتے ہیں۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی یہ الہام ہوا کہ وَلَقَدۡ لَبِثۡتُ فِیۡکُمۡ عُمُرًا مِّنۡ قَبۡلِہٖ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ اور مَیں ایک عمر تک تم میں رہتا رہا ہوں کیا تم کو عقل نہیں۔ اس بارے میں ’’نزول المسیح‘‘ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’قریباً 1884ء میں اللہ تعالیٰ نے مجھے اس وحی سے مشرف فرمایا کہ وَلَقَدۡ لَبِثۡتُ فِیۡکُمۡ عُمُراً مِّن قَبۡلِہِ أَفَلاَ تَعۡقِلُونَ۔ اور اس میں عالم الغیب خدا نے اس بات کی طرف اشارہ کیا تھا کہ کوئی مخالف کبھی تیری سوانح پر کوئی داغ نہیں لگا سکے گا۔ چنانچہ اس وقت تک جو میری عمر قریباً 65 سال ہے (جب آپ نے یہ لکھا فرمایا کہ میری عمر پینسٹھ سال ہے) کوئی شخص دُور یا نزدیک رہنے والا ہماری گزشتہ سوانح پر کسی قسم کا کوئی داغ ثابت نہیں کرسکتا بلکہ گزشتہ زندگی کی پاکیزگی کی گواہی اللہ تعالیٰ نے خود مخالفین سے بھی دلوائی ہے جیسا کہ مولوی محمد حسین صاحب نے نہایت پُرزور الفاظ میں اپنے رسالہ اشاعۃ السنۃ میں کئی بار ہماری اور ہمارے خاندان کی تعریف کی ہے اور دعویٰ کیا ہے کہ اس شخص کی نسبت اور اس کے خاندان کی نسبت مجھ سے زیادہ کوئی واقف نہیں اور پھر انصاف کی پابندی سے بقدر اپنی واقفیت کے تعریفیں کی ہیں۔ پس ایک ایسا مخالف جو تکفیر کی بنیاد کا بانی ہے پیشگوئی وَلَقَدۡ لَبِثۡتُ فِیۡکُمۡ کا مصدق ہے‘‘۔

(نزول المسیح، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 590)

پس سچائی ایک ایسی چیز ہے جو نبی کے سچا ہونے کے لئے اور تبلیغ کے لئے ایک بہت بڑا ذریعہ ہے، تبھی تو اللہ تعالیٰ بھی اپنے انبیاء کی اس بات کو کہ مَیں ایک عمر تک تم میں رہا ہوں کبھی جھوٹ نہیں بولا کیا اب بولوں گا،اس بات کو اپنے پیاروں کی ایک بہت بڑی خاصیت اور صفت کے طور پر پیش فرماتا ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں یہ اقتباس بھی جو پڑھا ہے، آپ نے سنا۔ جب آپ کی سیرت پر دشمن بھی داغ نہیں لگا سکے تو سچائی جو سیرت کا سب سے اعلیٰ وصف ہے اس کے بارے میں کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ نعوذ باللہ آپ جھوٹے ہیں۔ آجکل کے مولوی یا جو بھی اعتراض کرنے والے ہیں جو مرضی کہتے رہیں۔ ہاں منہ سے بَک بَک کرتے ہیں کرتے رہیں لیکن کسی بات کو ثابت نہیں کر سکے۔ اور آج بھی جو لوگ نیک نیت ہیں اور نیک نیت ہو کر خدا تعالیٰ سے ہدایت اور مدد مانگتے ہیں، اللہ تعالیٰ اُن پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچائی ثابت فرماتا ہے۔

ابھی گزشتہ جمعہ پر مَیں نے بعض واقعات بیان کئے تھے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچائی کی تصدیق فرمائی جن لوگوں نے خالص ہو کر نیک نیت ہو کر اللہ تعالیٰ سے مدد اور دعا مانگی۔ پس یہ سچائی ہے جس کو انبیاء لے کر آتے ہیں جس کا اظہار اُن کی زندگی کے ہر پہلو سے ہوتا ہے اور یہ سچائی ہی ہے جس کو ہم نے (جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماننے والے ہیں) دنیا پر ظاہر کرنا ہے۔ کیونکہ انبیاء کے ماننے والوں کا بھی کام ہے کہ جس نبی کو وہ مانتے ہیں اُس کی سچائی کے بارے میں بھی دنیا کو بتائیں۔ اُنہیں بھی ہدایت کے راستوں کی طرف لائیں اور اس زمانے میں اسلام ہی وہ آخری مذہب ہے جو سب سچائیوں کا مرکز ہے۔ یہی وہ واحد مذہب ہے جو اپنی تعلیم کو اصلی حالت میں پیش کرتا ہے۔ یہی وہ واحد مذہب ہے جس میں ابھی تک خدا تعالیٰ کی کتاب اپنی اصل حالت میں موجود ہے اور ان شاء اللہ قیامت تک موجود رہے گی۔ یہ قرآنِ کریم کا دعویٰ ہے جو سچائی اور ہدایت کا سرچشمہ ہے۔ باقی سب مذہبی کتب میں کہانیوں اور قصوں اور جھوٹ کی ملونی ہوچکی ہے۔ پس اس سچائی سے دنیا کو روشناس کروانا ایک مسلمان کا فرض ہے۔لیکن مسلمانوں کی اکثریت تو خود غلط کاموں میں پڑی ہوئی ہے جیسا کہ پہلے بھی میں نے بیان کیا وہ کسی کو سچائی کا کیا راستہ دکھائیں گے۔

ایک موقع پر غیروں کے ساتھ ایک مجلس ہو رہی تھی۔ اکثریت عیسائی تھے، اکثریت کیا بلکہ تمام ہی عیسائی تھے۔تو یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ پیغام لے کر آئے ہیں اور تمام دنیا کے لئے پیغام ہے، مسلمانوں کے لئے بھی ہے، عیسائیوں کے لئے بھی ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ جو نیک فطرت ہیں وہ آپ کے ہاتھ پر جمع ہوں گے، چاہے وہ عیسائی ہوں یا ہندو ہوں یا کوئی ہو۔ تو اُس عیسائی نے ایک بات کی غالباً کسی یونیورسٹی کا پروفیسر تھا لیکن مذہب سے اُس کا کافی تعلق تھا۔ مجھے کہنے لگا پہلے مسلمانوں کی اصلاح کر لیں پھر ہماری عیسائیوں کی اصلاح کریں۔ تو بہرحال اُس کو جواب تو میں نے اُس وقت دیا لیکن یہ حقیقت ہے کہ مسلمانوں کی اصلاح ہونا ضروری ہے اور مسلمانوں کی وجہ سے ہی بعض دفعہ شرمندگی اُٹھانی پڑتی ہے۔ لیکن بہرحال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تو اس لئے آئے تھے تا کہ مسلمانوں کی بھی اصلاح کریں اور مسلمانوں کے لئے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی حکم فرمایا تھا کہ جب وہ امام مہدی آئے تو تم اُس کو ماننا، چاہے برف کی سِلوں پر جا کر ماننا پڑے۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الفتن باب خروج المہدی حدیث نمبر 4084)

(خطبہ جمعہ 9/ ستمبر 2011ء)

چھوٹی مگر سبق آموز بات

شادی بیاہ یا گھروں میں دعوت کے مدعوئین منتخب افراد ہی ہوتے ہیں۔ اگر آپ کے گھر کوئی مہمان موجود ہوں یا کوئی اور دوست احباب ہوں جنہیں دعوت میں ساتھ لے جانا چاہتے ہوں تو پہلے میزبان سے اجازت لینا ضروری ہے، بتائے بغیر زائد افراد لے جانا میزبان کے لیے بے آرامی کا باعث ہوسکتا ہے۔ایک دفعہ ایک شخص نے آنحضرت ﷺ کو دعوت پر مدعو کیا اور ساتھ چار مہمان لانے کی درخواست کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ پانچواں آدمی بھی ساتھ آ گیا ہے اگر تم چاہو تو اجازت دے دو اور چاہو تو یہ واپس جا سکتا ہے، اس نے کہا یارسول اللہ ﷺ میں اسے اجازت دیتا ہوں۔ (مسلم) اکثر لوگ شادی بیاہ کی دعوتوں میں اس بات کا خیال نہیں کرتے کہ جہاں اتنے لوگ ہوں گے کوئی فرق نہیں پڑے گا مگر ایک اعلیٰ اخلاقی اقدار کے حامل معاشرے کی نشانی یہی ہے کہ سب کی ترجیحات کا خیال رکھا جائے اور کسی کو بھی مشکل میں نہ ڈالا جائے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بغیر دعوت کسی پارٹی میں جانے والے کو چور کہہ کر پکارا ہے۔

مرسلہ: ناصرہ احمد۔ کینیڈا

26جون2021ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		04:13	19:06
مدینہ منورہ	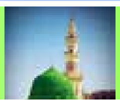	04:04	19:14
قادیان	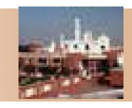	03:45	19:38
ربوہ		03:25	19:18
اسلام آباد ٹلفورڈ		03:20	21:23